رجسٹر نمبر اے ۹۲۲
ٹیلیفون نمبر ۲۹

تار کا پتہ
"انجمن" علی گڑھ

ہماری زبان

انجمن ترقی اردو ہند کا پندرہ روزہ اخبار

فی پرچہ دو آنے
سالانہ چندہ دو روپے

جلد ۱۴	یکم مارچ ۱۹۵۵ء	ایڈیٹر۔ قاضی عبدالغفار	۵ رجب ۱۳۷۴ھ	نمبر ۵

ہر طرف سے آوازیں!

جیسا کہ ہمیں اندیشہ تھا اب ہر طرف سے یہ آوازیں بلند ہونے لگیں ہیں کہ آخر صدر جمہوریہ کیوں انجمن کی عرضداشت کا جواب عنایت نہیں فرماتے اور کیوں اپنے اختیارات استعمال فرما کر اس بات کا فیصلہ نہیں کر دیتے کہ اردو کس علاقہ کی علاقائی زبان مانی جائے۔

اردو زبان کے علاقائی زبان ہونے کا سوال تو زیر بحث نہیں اس لئے کہ ہمارے ملک کا دستور پہلے ہی علاقائی زبانوں کی فہرست میں اردو کا نام شامل کر چکا ہے۔ گفتگو صرف اس باب میں ہے کہ دستور کی دفعہ ۳۴۷ کے تحت صدر جمہوریہ کو جو اختیار حاصل ہے اس کی بنا پر وہ انجمن کی عرضداشت پر اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔ تقریباً ایک سال گزر چکا، اور تدریجاً اردو کے دوستوں اور حامیوں کی صفوں میں بے چینی اور بددلی کے آثار ظاہر ہونے لگے ہیں۔ یہ صورت حال کسی طرح بھی خوشگوار نہیں ہو سکتی حال ہی میں اردو کے اخباروں اور بڑے بڑے اجتماعات میں آوازیں بلند ہوئی ہیں، مدراس کی اردو کانفرنس، کلکتہ میں جمعیۃ علماء کا سالانہ جلسہ، بمبئی کی صوبائی اردو کانفرنس اور متعدد اجتماعات میں یہ تقاضے کئے گئے ہیں کہ انجمن کی عرضداشت کا جلد فیصلہ ہونا چاہئے۔ خود انجمن کے دفتر میں جو مراسلے اور مکتوبات وصول ہو رہے ہیں ان میں سے بعض بہت تلخ و تند ہوتے ہیں اور ان میں الزام انجمن پر رکھا جاتا ہے کہ وہ عرضداشت پیش کرنے کے بعد اس کا جواب لینے کی کوئی کوشش نہیں کرتی، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ یہ بے چینی اور بددلی طویل انتظار کا قدرتی نتیجہ ہے اور اس لئے ہم ان تحریروں کے لہجہ کی سختی کی کوئی شکایت نہیں کر سکتے۔

بعض حلقوں میں دو تجویزوں پر بہت زور دیا جا رہا ہے ایک یہ ہے کہ علی گڑھ میں ایک کنونشن طلب کر کے رائے عامہ کی قوت سے کام لیا جائے اور ایک یہ کہ صدر جمہوریہ کی خدمت میں پھر ایک وفد حاضر ہو اور عرضداشت کا جواب حاصل کرنے پر زور دے۔ دونوں تجویزیں ہماری رائے میں ضروری ہیں لیکن وفد کے جانے سے پہلے کنونشن کا انعقاد زیادہ مناسب ہوگا، یہ مسئلہ مجلس عاملہ کے آئندہ جلسے میں جو ماہ مارچ میں ہونے والا ہے پیش کیا جائے گا۔ اور ہمیں امید ہے کہ مجلس عاملہ اس پر اسی قدر توجہ کرے گی جس کا وہ مستحق ہے۔

ہمیں پہلے ہی سے اندیشہ تھا کہ اگر جواب کے ملنے میں زیادہ تاخیر ہوئی تو عوام میں بددلی اور بے چینی پیدا ہوگی اور اس میں شبہ نہیں کہ اب وہی صورت پیش آ رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب یہ مسئلہ عوامی تحریک کی صورت میں سامنے آئے گا تو انجمن ترقی اردو اور اس کی شاخیں اس کی تائید کریں گی اور اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ اس باب میں مزید جد و جہد اپنی حدود کے اندر محدود رہے اور عوامی جوش کوئی ناگوار صورت اختیار نہ کرے۔ یہ فرض تو بلاشبہ انجمن اور اس کی تنظیم کا ہے لیکن حکومت کا بھی کچھ فرض ہے اور تالی دونوں ہی ہاتھوں سے بج سکتی ہے۔ اگر حکومت زیادہ عرصے تک اس مسئلہ

کو نظر انداز کرتی رہی تو اس کے نتائج کی ذمہ داری انجمن یا عوام پر عائد نہ ہونی چاہیئے۔

اگر بالفرض محال صدر جمہوریہ انجمن کی عرضداشت کو مسترد کر دیں، تو ظاہر ہے کہ اس کے مسترد کرنے کی کچھ معقول وجوہ بھی پیش کی جائیں گی۔ اس صورت میں ان وجوہ کی روشنی میں عوام کو مزید جد و جہد کا کوئی نیا پروگرام بنانا پڑے گا۔ اس وقت معاملہ اندھیرے میں لٹکا ہوا ہے اور یہی صورت سب سے زیادہ ناخوشگوار نتائج پیدا کرنے والی ہے۔

جہاں تک مرکزی انجمن کا تعلق ہے ہم یقین دلاتے ہیں کہ یہ مسئلہ انجمن کی آنکھوں سے ایک لمحہ کے لئے بھی اوجھل نہیں ہو سکا ہے اور انجمن کو اس امر کا پورا احساس ہے کہ اس تحریک کا جو قدم آگے بڑھ چکا ہے وہ پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ اتر پردیش میں جو نام نہاد مراعات دی جا رہی ہیں (شاید اس لئے کہ علاقائی زبان کے مطالبے کو کمزور کیا جائے) وہ محض انتظامی کارروائی جس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں ہے۔ اور اس طرح اردو زبان کا بنیادی سوال حل نہیں ہو سکتا۔ اسی کو حل کرنا ہے اور ریاستی حکومت کی انتظامی کارروائیوں سے مغالطہ میں مبتلا نہیں ہوا جا سکتا۔ منزل مقصود بالکل واضح طور پر ہمارے سامنے ہے اور اسی کی طرف ہمیں بڑھنا ہے۔

اردو کا تحفظ اور اس کا علاقہ

(ڈاکٹر مسعود حسین)

یہ سوال بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ اردو کا علاقہ کہاں ہے؟ حامیان اردو ہوں یا مخالفین اردو، دونوں کے ذہن میں علاقائی زبان کا وہ تصور ہوتا ہے جس کی نمائندگی بنگالی، مرہٹی، گجراتی یا تامل وغیرہ کرتی ہیں۔ یہ سب زبانیں مخصوص رقبوں میں بولی جاتی ہیں اس لئے علاقائی زبانیں کہلانے کی مستحق ہیں۔

دستور جمہوریہ ہند میں جن زبانوں کو ہندوستان کی خاص زبانیں تسلیم کیا گیا ہے ان میں صرف اردو اور سنسکرت دو ایسی زبانیں ہیں جن کی نوعیت جداگانہ ہے۔ لیکن اردو اور سنسکرت کو قوسین میں رکھنا غلط ہوگا۔ دونوں میں مماثلت صرف اس قدر ہے کہ ان کا یکجائی علاقہ نہیں۔ لیکن اردو ایک زندہ زبان ہے اس کے بولنے والوں کی تعداد ہندی کے علاوہ ہندوستان کی دیگر تمام زبانوں سے زیادہ ہے۔ علمی اور ادبی اعتبار سے وہ ہندوستان کی ممتاز ترین زبانوں کا ہم پلہ ہے۔

اس کے باوجود اس کے بولنے والے کی ہندوستان کے کسی علاقے میں بھی اکثریت نہیں!

لیکن اردو کے سلسلے میں علاقے کا یہ تصور مناسب نہیں۔ اردو کا علاقہ دراصل ہندوستانی کا علاقہ ہے۔ اردو، ہندی کا ایک اسلوب نہیں بلکہ اردو ہندی دونوں بنیادی ہندوستانی (کھڑی بولی) کے دو اسلوب ہیں۔ ان میں بول چال کی زبان کے نقطۂ نظر سے اردو اسلوب غالب ہے جبکہ اس زمانے میں سیاسی اور تعلیمی نقطۂ نظر سے ہندی کے اپنانے والے بھاری اکثریت میں ہیں۔

ہندوستانی زبان کا علاقہ یوپی، بہار، دہلی، راجستھان، مشرقی پنجاب، حیدرآباد اور وسط بھارت کی ریاستوں پر مشتمل ہے۔ اس وسیع علاقے میں بے شمار بولیاں بولی جاتی ہیں۔ برج بھاشا، اودھی، بھوجپوری، راجستھانی، بہاری بولیاں وغیرہ لیکن اس علاقے کے تقریباً تمام باشندوں نے ہندی یا اردو کی ادبی شکل کو اپنے اظہار کا وسیلہ تسلیم کر لیا ہے۔ بعض دور افتادہ بولیاں (مثلاً بھوجپوری اور پنجابی) اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہتی ہیں۔ لیکن ان کی خود مختاری کا دارومدار آئندہ کی عوامی تحریکات پر مبنی ہوگا۔

ہندوستانی کے علاقے میں ہر جگہ اردو، ہندی کے ساتھ ساتھ سائے کی طرح لگی ہوئی ہے۔ یہ سایہ کہیں ہلکا کہیں گہرا لیکن موجود ہر جگہ ہے۔ ہندوستانی کے مذکورہ بالا علاقے سے باہر اردو کا چلن کشمیر، حیدرآباد، مدراس اور بمبئی کی ریاستوں میں بھی پایا جاتا ہے جہاں دوسری علاقائی زبانیں بھی رائج ہیں۔

اس طرح ہندوستانی زبان کا کل علاقہ اردو ہندی دونوں زبانوں کا علاقہ ہے۔ یہ زبانیں اس علاقے میں ایک دوسرے کی حریف نہیں حلیف کی حیثیت سے موجود ہیں۔ دونوں شگوفے ایک ہی شاخ سے پھوٹے ہیں۔ تمدنی اعتبار سے دونوں کا تحفظ ضروری ہے۔ اردو کا تحفظ اس لئے اور ضروری ہے کہ اس کے بولنے یا اپنانے والوں کی تعداد ہندی کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ لیکن تاریخی اور ادبی نقطۂ نظر سے یہ ہندی سے زیادہ ممتاز زبان رہی ہے۔ ان زبانوں کی ایک دوسرے کو ہڑپ کرنے کی کوشش بیکار ہے۔ ہندوستانی زبان کے علاقے میں یہ لسانیاتی گنگا جمنی قائم رہے گی۔

ہندوستان میں اردو کے تحفظ کے کئی تقاضے ہیں:-

(۱) یہ کئی کروڑ انسانوں کی نفسیاتی، سماجی اور ادبی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔ ان کئی کروڑ سے ان کا ذہنی سرمایہ چھین لینا جمہوری دیانت داری کے خلاف ہے۔

(۲) تدبھو الفاظ پر مبنی یہ زبان، ہندوستان کے علاقے میں عوامی زبان کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ سنسکرت کا سیلاب اتر جانے کے بعد خود ہی ہندی اس کے محاورے کو اپنا لے۔

(۳) قومی زبان (ہندی) کی تشکیل میں یہ اور زیادہ اہم پارٹ ادا کرے گی کیونکہ ہندوستانی علاقے کے باہر بنگال، گجرات، بمبئی

اور مدراس میں یہ زیادہ عام فہم ہے۔ یہ اس مرکب "تمدن" کی بھی نشاندہی کرتی ہے جس کا تذکرہ دستور جمہوریہ ہند میں بار بار ملتا ہے۔

(۴) یہ ایک ہمسایہ ملک کی قومی اور سرکاری زبان ہے بنگالی کی طرح اردو بھی جنوب مشرقی ایشیا کی طرح ایک زبردست تمدنی قوت ہے، جسے تہذیبی تعلیم کا آلہ کار بنایا جا سکتا ہے۔ اس کی یہ اہمیت آج سے پچاس سال بعد اور زیادہ نمایاں ہو گی۔

(۵) اردو رسم الخط کے درپے ہونے کی بھی چنداں ضرورت نہیں یہ رسم الخط دیوناگری سے کہیں زیادہ ایشیا کے وسیع علاقے پر پھیلا ہوا ہے۔ اور اپنی بعض فنی خامیوں کے باوجود اس علاقے کے باشندوں کو عزیز ہے۔ پھر یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ قومی عزائم اور سائنس کی ترقیات کے سامنے تھوڑی سی املیاتی یا فنی دقتیں کچھ حیثیت نہیں رکھتیں۔ بین الاقوامی زبان کی طرح بین الاقوامی رسم الخط بھی فی الحال ایک خواب ہے۔ اردو رسم الخط کا تعلق ایشیا کے تین عظیم ترین رسم الخطوں (چینی، عربی، دیوناگری) میں سے ایک ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہندوستانی زبان "ایشیا کے دو عظیم رسم الخطوں میں لکھی جاتی ہے۔

مدراس میں اسلامی مخطوطات

(سید عباس کڑپوی۔ ایم۔ اے)

اسلامی مخطوطات کے چند خزانے جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ ان میں رامپور، علی گڑھ، حیدرآباد، دہلی کے علاوہ مدراس بھی قابل ذکر ہے۔ جہاں عربی، فارسی اور اردو کے نایاب مخطوطات ہیں۔ جن کا بہت کم لوگوں کو علم ہے

مدراس خاص میں مدرسۂ محمدیہ کا کتب خانہ اسلامیہ لائبریری اور سرکاری کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ

(GOVT. ORIENTAL MSS. LIBRARY)

ایسے مقامات ہیں جہاں بہت سے نایاب اسلامی مخطوطات ناقدری کی وجہ سے قریب الختم ہیں اور یہ اسلامی علوم کی بدقسمتی ہے شہر مدراس میں مدرسۂ محمدیہ کے کتب خانے کی بڑی شہرت ہے مگر اس کی تصدیق کا موقعہ کم ہی خوش نصیبوں کو ملا ہوگا۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کے متعلق کچھ کہنا ان بزرگوں کے حق میں گستاخی ہو گی جن کے سپرد یہ امانت کی گئی ہے۔ لائبریری نواب غلام غوث خاں صاحب نے اس مقصد کے تحت قائم کی تھی کہ اہل ذوق اس سے اپنی تسکین کا سامان فراہم کر سکیں گے اب یہ اسلامیہ لائبریری عام طور پر ریڈنگ روم کے نام سے مشہور ہے جہاں اردو، انگریزی، تمل کے چند روزنامے، ہفتہ وار اور ماہنامے رکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

اڑتی ہوئی خبر ہے کہ آج کل اس کتب خانہ کے منتظمین مخطوطات کی فہرست تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ خدا کرے اس فہرست کا دیکھنا ہمیں نہیں تو ہماری اولاد کو نصیب ہو۔

حکومت مدراس قابل مبارکباد ہے کہ مسلمانوں کی اس بے توجہی کے باوجود اسلامی علوم کے ساتھ اپنی علم دوستی کا ثبوت دے رہی ہے اور سرکاری کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ میں اسلامی مخطوطات کا شعبہ قائم کر کے ان کی حفاظت اور نشر و اشاعت کا محکمہ قائم کر دیا ہے۔ اور یہ سب افضل العلماء الحاج ڈاکٹر عبدالحق صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔

سرکاری کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ میں کئی ہزار مخطوطات سنسکرت، تمل، تلگو، ملیالم، مرہٹی، کنڑی زبانوں کے علاوہ عربی فارسی اور اردو کے ہیں۔ اور ہر سال ان کی تعداد میں اضافہ کی گنجائش ہے کیونکہ کتب خانے کی جانب سے قلمی کتابوں کی خریداری جاری رہتی ہے۔ مالک مخطوطات سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی نقل کی اجازت دیں یا تحفتاً عنایت فرمائیں۔ تاکہ کتب خانے کے کیٹلاگ میں شکریے کے ساتھ ان کا ذکر کیا جائے۔ اس کتب خانہ میں عربی کے مخطوطات یوں تو نسبتاً کم ہیں۔ لیکن ان میں جو قابل ذکر ہیں ان کے نام یہ ہیں:

عین الحکمت ۔ رسالہ اخوان الصفا۔ شواکل الحور فی شرح

میر تقی میر

(مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، دہلی یونیورسٹی) ملک کے بہترین ادیب اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ میر کے متعلق ڈاکٹر فاروقی کا مطالعہ بہت گہرا اور وسیع ہے اور اس کتاب کے دیکھنے ہی سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ آج تک میر کی سوانح اور کلام کے متعلق اس سے بہتر کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ فاضل مؤلف نے میر کے زمانے کے تاریخی حالات کو بھی پوری زندگی اور شاعری کا پس منظر بنایا ہے۔ اور اس طرح ایک تاریخی فریم میں میر کی سیرت کا عکس پیش کیا ہے ــــــــ قیمت بارہ روپے فی جلد

ہیاکل نور۔ شرح ہدایت الحکمت۔ تذکرۂ سہیلی۔ لطف المسائل۔ دیوان عربی۔ دیوان مشہور۔ انشاء العربی مع ترجمہ فارسی القول الشافیہ۔ المعارج من الصحاح۔ سفر الرویا (عربی و تمیلی) وغیرہ۔

فارسی مخطوطات کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے۔ جن میں بہت سے ایسے ہیں جن کی نقلیں دوسرے کتب خانوں میں مشکل سے ملیں گی۔ قابلِ ذکر فارسی مخطوطات کے نام یہ ہیں:۔

فنِ طب میں تحفۂ خانی۔ تحقیق البحران۔ جامع الفوائد۔ دستور الاطبا۔ طب اکبر۔ طب فریدی۔ مفرح القلوب۔ جامع الاشیاء وغیرہ۔

فنِ موسیقی میں: رسالہ راگ مالا۔ راگ درشن۔ لہجات سکندرشاہی۔ رسالہ راگ درشن۔ تحفۃ النغمات۔ رسالۂ موسیقی مختصر در موسیقی وغیرہ۔

دوسرے فنون میں:۔ اختیارات بدیعی، بہارستان سخن، رقعات عالمگیری، رسالۂ فرامین و مراسلت۔ تذکرۃ الانساب سوانح حیات ممتاز۔ بہار اعظم جاہی، رقعات والاجاہی، تزک والاجاہی۔ تاریخ حفیظ النظاقی، مسودات مسوات رائے۔ دیوان خان۔ دقائق حیدری۔ سلطان التواریخ، انشائے غالب، دیوان ابن یمین۔ دیوان احمد قلندر۔ دیوان امید دیوان غنی، دیوان فانی، دیوان قاسم انوار، دیوان قاسم دیوانہ دیوان کمال خجندی، دیوان مسعود بک۔ شرح مینا بازار و رسالہ بدرچاچ، گلشن سعادت، مثنوی شریف، مثنوی فتوحات آصفی مہابھارت، ہشت بہشت، جنت فردوس وغیرہ۔

دکھنی اور اردو کے مخطوطات میں قابلِ ذکر یہ ہیں:۔

روضۃ الشہداء، دیوان ولی، قصۂ لعل و گوہر، قصۂ جم جاہ، مثنویات میر تقی میر، مثنویات مسکین، مثنوی گلزارِ عشق، منتخبات سودا۔ ترجمۂ منطق الطیر، اردو بول چال، عقائد دکھنی، رسالہ من دیپک، من موہن، من ہرن، جگ سوہن، من درپن رسالہ تصوف، اسرارِ عشق، قواعد ہندی، قواعد دکھنی، خزانۂ حسنات، قصہ چندربدن۔ سراج معراج العاشقین، پنچھی باچا، خزانۂ معرفت، باغ ارم، مذہب عشق، اسرار توحید۔ دہ مجلس۔ رسالۂ مقصود السالکین، طب نبوی، ریاض العارفین وغیرہ۔

مخطوطات جمع کرنے اور ان کی باقاعدہ حفاظت کے علاوہ کتب خانہ مشرقی علوم کے ماہرین اور مشرقی زبانوں پر تصنیف و تالیف اور تحقیق کرنے والے اداروں اور عالموں کے لئے اپنے مخطوطات مقررہ میعاد کے لئے روانہ کرتا ہے یا ان کی نقلیں بھیج دیتا ہے۔ اس طرح یہ ادارہ مشرقی علوم کی ترقی میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ مگر اسلامی علوم سے دلچسپی رکھنے والے ہیں تو اس کی طرف توجہ کرتے ہیں نہ قوم کو اس علمی وراثت سے فائدہ اٹھانے کی فکر ہے۔

اس کتب خانے کا دوسرا قابلِ قدر کارنامہ یہ ہے کہ یہاں کے بہت سے نایاب اور غیر مطبوعہ مخطوطات جو سنسکرت، تمل، تلگو کنڑی، ملیالم، عربی، فارسی اور اردو زبانوں میں ہیں۔ ان کی باقاعدہ اشاعت کی جاتی ہے۔ جس کے تین طریقے ہیں:۔

پہلا مخطوطات کی تشریحی کیٹلاگ کا مرتب کرنا اور شائع کرنا دوسرا غیر مطبوعہ اور نایاب مخطوطات کی طباعت اور اشاعت۔ اور تیسرا کتب خانے کے ششماہی رسالہ "کتب خانہ مخطوطات مشرقیہ مدراس" کے ذریعے مخطوطات کا مختصر تعارف شائع کرنا۔ اس کتب خانے سے آج تک اسلامی مخطوطات کی تشریحی کیٹلاگ کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور چوتھی جلد زیر طبع ہے۔ نشر و اشاعت کے دوسرے طریقے کے تحت یہاں سے جن فارسی اور عربی مخطوطات کی طباعت اور اشاعت ہو چکی ہے وہ حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) جامع الاشیاء (فارسی): حکیم باقر حسین خان بہادر کی تصنیف فنِ علم الاشیاء میں ایک انوکھی اور نادر کتاب ہے۔ یہ کتاب ہندوستان کی نامکمل غیر مطبوعہ تاریخ "عظیم التواریخ" کا دوسرا حصہ ہے۔ جو نواب عظیم جاہ والی کرناٹک کے زمانے میں مفتی بدر الدولہ کے ایماء سے لکھی گئی تھی۔ ادبی حیثیت سے بھی یہ کتاب بہت بلند پایہ ہے۔

(۲) طب فریدی (فارسی): یہ حکیم فرید الدین کی تصنیف ہے جس کی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مرض کا علاج مفرد ادویہ سے بتایا گیا ہے اور جہاں جہاں مرکبات کا ذکر آیا ہے وہاں صرف دو چار دواؤں سے کام لیا گیا ہے۔

(۳) تحقیق البحران (فارسی): حکیم احمد اللہ خاں دہلوی کی تصنیف ہے۔ حکیم موصوف نے جو نواب عمدۃ الامراء کے درباری تھے۔ بحران پر یہ مختصر سا رسالہ لکھا ہے۔

(۴) سفینۃ النجات (فارسی): نواب غلام غوث خاں والی کرناٹک کا مختصر اور جامع رسالہ فنِ جہاز رانی پر ہے جس میں اس فن کے متعلق مفید اور مفصل معلومات درج ہیں۔

(۵) شواکل الحور فی شرح ہیاکل النور (عربی): جس کو الحاج ڈاکٹر عبدالحق صاحب اور افضل العلماء مولانا محمد یوسف کوکن ایم۔ اے نے مرتب کیا ہے۔

شیخ الاشراق حضرت شہاب الدین سہروردی (مقتول) کی فنِ الٰہیات پر مشہور و معروف کتاب "ہیاکل النور" پر ملا جلال الدین دوانی کی لکھی ہوئی شرح "شواکل الحور" کے نام سے شائع کی گئی ہے ملا جلال الدین نے اس شرح کو ۸۷۲ھ میں لکھ کر بہمنی خاندان کے حکمران

نظام شاہ کے مشہور و معروف علم دوست وزیر محمود گاواں کے نام معنون کیا تھا۔ اس نایاب نسخہ کی اشاعت اسلامی فلسفہ میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

ان کے علاوہ تزک والاجاہی (فارسی)۔ رقعات والاجاہی (فارسی) بہارستان سخن (فارسی) نسخۂ شاہجہانی (فارسی) زیر طبع ہیں۔ اور سوانح حیات ممتاز (فارسی)، بہار اعظم جاہی (فارسی) وقائع حیدری (فارسی) تاریخ حفیظ اللہ خانی (فارسی) کتب خانہ کی آئندہ اشاعتیں ہوں گی۔ کتب خانہ کے ششماہی رسالہ میں جو مخطوطات شائع ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں:۔

قصیدہ مرات کشمیر۔ نور الدین خاں ترخان (فارسی) مثنوی یوسف زلیخا۔ سید میراں ہاشمی (دکھنی) مثنوی سعد (دکھنی) فرید الحجاب۔ سراج الدین عربی، داستان عجیب (امیر خسرو کی ایک مثنوی کا ہندوستانی ترجمہ) محمد حمید الواحد، توم نوالکلا، رسالہ فرامین و عرائض (مغلیہ حکمرانوں کے خطوط) تذکرۃ الانساب (فارسی)۔

آئندہ شائع ہونے والے مخطوطات یہ ہیں:۔ وقائع حیدری، انساب الاطہر، سلطان التواریخ وغیرہ۔ افسوس ہے کہ جس مقصد کے تحت یہ اشاعتیں کی جا رہی ہیں۔ اس کی کامیابی کی امید نظر نہیں آتی۔ شکایت عوام سے نہیں۔ ان اداروں، مدرسوں اور کالجوں سے ہے جو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اگر ہمارے علمی اداروں کی رفتار یہی رہی تو اندیشہ ہے کہ اسلامی مخطوطات کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔

انجمن ترقی اردو (ہند) کا مقصد اردو زبان اور ادب کی تبلیغ اور ترقی ہے اور انجمن کی تمام اشاعتیں اردو ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہیں۔ مگر یہ اردو کی بدقسمتی ہے کہ اسلامی مخطوطات پر آج تک جتنے تشریحی کیٹلاگ شائع ہو چکے ہیں۔ سوائے حیدرآباد اور علی گڑھ کے تمام کے تمام انگریزی میں ہیں اور انگریزی زبان اور ادب سے ناواقف اسلامی علوم کے تحقیق کرنے والوں کو اسلامی مخطوطات کے سلسلے میں معلومات حاصل کرنے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بہت سے ادارے اور کتب خانے ایسے ہیں جہاں کے مخطوطات کے ذخائر کا علم لوگوں کو نہیں ہے اور بہت سے اسلامی علوم کے ماہرین کے پاس ایسے نایاب نسخے موجود ہیں جن کا علم سوائے ان کے اور ان کے خاص احباب کے کسی دوسرے کو نہیں ہے۔ ان مخطوطات کو محفوظ کرنے کے انتظامات نہ کئے جائیں گے تو ان کا جو حشر ہوگا وہ ظاہر ہے۔

انگریزی زبان جب ہندوستان سے آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی تو اردو میں اسلامی مخطوطات کے تشریحی کیٹلاگ کی ضرورت شدت سے محسوس کی جائے گی۔ اور اس ضرورت کی تکمیل کے انتظامات اگر ابھی سے نہیں کئے گئے تو احتمال ہے کہ آئندہ یہ کام ناممکن ہو جائے گا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) اگر اردو زبان میں اسلامی مخطوطات کی ایک مکمل کیٹلاگ کی تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دے تو اسلامی علوم کی بہت بڑی خدمت ہوگی اور ہندوستان میں اسلامی مخطوطات کے نام سے انجمن کی اشاعت اسلامی علوم پر تحقیق و تفتیش کرنے والے طالب علموں کے لئے مشعل راہ بن سکتی ہے

جنوبی ہند میں اسلامی مخطوطات کے متعلق مکمل معلومات الحاج ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اور ان کے اشارے پر جنوب کے بہت سے نوجوان اس مفید کام میں انجمن ترقی اردو کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔

مدراس اردو کانفرنس منعقدہ ۔ فروری

کی منظور شدہ تجویزیں

(۱) اردو کانفرنس مدراس کا یہ اجلاس پنڈت کشن پرشاد کول کی موت کو ادبی دنیا کے لئے ناقابل تلافی نقصان سمجھتا ہے اور اس سانحہ میں ان کے پسماندگان کے رنج و غم میں شریک ہے اور ان سے اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔

منجانب صدر

(۲) اردو کانفرنس مدراس کا یہ اجلاس صدر جمہوریہ حکومت ہند سے درخواست کرتا ہے کہ انجمن ترقی اردو (ہند) کی علاقائی زبان کی تحریک کے سلسلے میں جو وفد ان سے ملا تھا اس پر غور کر کے جلد اپنا فیصلہ صادر فرمائیں۔ تاکہ اردو داں طبقے کو اطمینان ہو۔

محرک۔ سلطان محی الدین بمبئی

موید۔ ابوالجلال ندوی

(۳) اس کانفرنس کی تجویز ہے کہ مرکزی انجمن ترقی اردو اپنا ایک کل ہند اجلاس علی گڑھ میں طلب کرے اور ہندوستان کے ہر صوبے سے نمائندے بلوائے تاکہ وہ اپنے باہمی مشوروں کے بعد اردو کی ترقی اور اس کی حفاظت کے ذرائع اور عملی تدابیر پر غور کرنے کے بعد اپنے اپنے صوبوں میں حالات کے تقاضوں کے مطابق کام شروع کریں۔

محرک۔ ایم ایم انور۔ صدر اسلامیہ کالج وانم باڑی

موید۔ رضا خاں ایم۔ ایل۔ سی

(۴) اردو کانفرنس مدراس کا یہ اجلاس مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے درخواست کرتا ہے کہ وہ ہائی اسکول کے پرائیوٹ امتحان کی اجازت دے اور ان طلبا پر احسان کرے جنہیں جنوبی ہند کے ہائی اسکولوں میں باوجود سعی و کوشش داخلہ نہیں ملا۔

محرک۔ محمد عبد الباری حامدی

موید۔ محی الدین منیری۔ اڈیٹر البلاغ بمبئی"

(۵) اردو کانفرنس مدراس کا یہ اجلاس انجمن ترقی اردو مدراس کے اراکین کو بالخصوص اور صوبہ کے حامیان اردو کو بالعموم توجہ دلاتا ہے کہ وہ صوبہ مدراس میں جہاں جہاں قلمی نادرات کا ذخیرہ ہے اس کی فراہمی کے لئے علمی تدابیر کریں اور ایک میوزیم بنا کر تمام بیش بہا ذخیرہ کو اس میں محفوظ کریں۔

محرک:۔ ڈاکٹر عبدالحق

موید:۔ عبدالباری حادی

(۶) مدراس نے چونکہ ہمیشہ اردو کی خدمت میں، بیش از بیش حصہ لیا ہے۔ اس لئے اس کانفرنس کی تجویز ہے کہ مرکزی انجمن صوبہ مدراس کے دورہ کیلئے اپنا ایک نمائندہ بھیجے۔ جو مدراس کی انجمن ترقی اردو کے پروگرام کے تحت دورہ کرے اور پورے صوبے کی ایک ایسی رپورٹ مرتب کی جائے جس میں اردو پڑھنے والے۔ اردو جاننے والے۔ اردو کے مکاتب و مدارس۔ لائبریریوں اور دوسرے اداروں کی مکمل فہرست موجود ہو۔

محرک:۔ عبدالحمید خاں

موید:۔ سلطان محی الدین بمبئی

(۷) اردو کانفرنس کا یہ اجلاس ریاست مدراس کے ارباب حل وعقد سے درخواست کرتا ہے کہ اردو ترجموں کے محکموں کو بدستور قائم رکھیں اور اردو داں طبقے کی سہولت کے لئے ریاستی اور مرکزی قوانین اور اعلانات کا ترجمہ جس طرح اب تک ہوتا آیا ہے۔ شائع کرتے رہیں۔

محرک:۔ محمد محمود ایڈووکیٹ

موید:۔ سلطان محی الدین بمبئی۔

گاندھی جی کا ایک خط

(یہ خط ایک انگریزی خط کا ترجمہ ہے جو مہاتما گاندھی نے ڈاکٹر لطیف سعید مرحوم کو یرودا سنٹرل جیل پونہ سے لکھا تھا! جہاں وہ قید تھے۔ ڈاکٹر صاحب حیدرآباد کے ایک ممتاز ڈاکٹر اور مہاتما گاندھی کے خاصے دوست تھے۔ اس خط سے اردو اور عثمانیہ یونیورسٹی سے مہاتما جی کے شغف اور دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔)

یرودا سنٹرل جیل
۱۳/اکتوبر ۱۹۳۲ء

(دستخط سپرنٹنڈنٹ یرودا جیل جیل پونہ)

ڈیر ڈاکٹر سعید!

آج مجھے پدمجا[۱] سے اردو کی چند اچھی کتابوں کا مجموعہ وصول ہوا۔ اور انھوں نے کہا کہ یہ کتابیں آپ نے جمع کر کے بھیجی ہیں۔ اس اطلاع پر مجھے نہ صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ بلکہ آپ کے ان الطاف اور مہربانیوں کی یاد بھی تازہ ہو رہی ہے جن کا اظہار آپ نے میرے حیدرآباد کے چند روزہ قیام میں کیا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آپ مجھے لینے کے لئے واڑی جنکشن تک آئے تھے۔

اس میں شک نہیں آپ نے جو کتابیں بھیجی ہیں وہ بہت اچھی اور کارآمد ہیں لیکن اگر میں یہ کہوں کہ میں نے پدمجا سے عثمانیہ یونیورسٹی کے نصاب کی کتابوں کے فراہم کرنے کے لئے کہا تھا تو کہیں آپ اس کو میری ناشکرگزاری پر نہ محمول کریں۔ اس سلسلے کی جملہ کتابیں غالباً تعداد میں بہت ہوں گی اور ان کی قیمت بھی زیادہ ہوگی۔ اس لئے مجھے تحتانی نصاب کی کتابیں مطلوب تھیں جن سے مجھے نہ صرف اس کام کا اندازہ ہوتا جو یونیورسٹی انجام دے رہی ہے۔ بلکہ اردو میں پڑھنے کے لئے اچھا مواد بھی مل جاتا۔ پس اگر آپ ایسی چند کتابیں فراہم کر سکیں تو میرے ساتھ آپ کی پچھلی مہربانیوں میں ایک اور کڑی کا اضافہ ہوگا۔ میری طرف سے ان تمام دوستوں کو پوچھئے جن سے مجھے وہاں قیام کے زمانے میں ملاقات کا شرف ملا تھا۔ اور اگر آپ مجھے خط لکھیں تو بدرالحسن کے بارے میں بھی تمام حالات معلوم فرمایئے۔

آپ کا مخلص
(دستخط) کے۔ ایم۔ گاندھی

[۱] مس پدمجا نائیڈو

انجمن کی خبریں

امروہہ

انجمن ترقی اردو ہند شاخ امروہہ کے سکریٹری کی سالانہ رپورٹ

معزز ین ممبران انجمن! ٹھیک ایک سال ہوتا ہے کہ آپ حضرات نے سجاد منزل کے سالانہ اجتماع میں انجمن ترقی اردو ہند شاخ امروہہ کی سکریٹری شپ کی ذمہ داریاں مجھ پر عاید فرمائیں میں نہیں کہہ سکتا کہ کہاں تک اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکا ہوں بہرحال اس عرصے میں جو خدمات میں اور آپ کے انتخاب کردہ دوسرے عہدہ داران انجمن انجام دے سکے ہیں۔ ان کی ایک مختصر رپورٹ پیش خدمت ہے۔

۱۷ جنوری ۱۹۵۴ء کو جب ہم نو منتخب اراکین انجمن نے چارج لیا تو ہمارے سامنے چند در چند مسائل میں سے حسب ذیل امور اہم ترین حیثیت رکھتے تھے۔

پندرہ روزہ علمی، ادبی اجتماعات ـــــ مولد مصحفی میں مصحفی کے شایان شان یوم مصحفی ـــــ شہر میں ایک نادر اور عظیم الشان لائبریری کا قیام ـــــ اور طلبا کا ادبی مقابلہ۔

ادبی اجتماعات پر چند شپرہ چشم حضرات کے اعتراضات ارباب بینش کے اس اجتماع میں پیش کرنا اور پھر ان کے جوابات دینا نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ بے ادبی بھی ہے اہل زبان کے ادبی شعور کی بیداری کے لئے ادبی اجتماعات کی افادیت ایک واضح حقیقت ہے اور ان محافل کا ادبی تخلیقات میں گوناگوں اضافہ کا باعث ہونا ایک امر مسلّمہ ہے ـــــ زبان کی تعادجات کا دارو مدار بڑی حد تک اس کے ادبی سرمایے پر ہوا کرتا ہے ـــــ مقام مسرت ہے کہ ہمارے علمی، ادبی اور صحت مند تنقید کے حامل اجتماعات نے جو شہر کے مختلف محلوں میں منعقد ہوئے اس مقصد کو بدرجہ اتم پورا کیا ہے ـــــ علی الخصوص شاخ کا عظیم تاریخی پروگرام "یوم مصحفی" جسے شاخ کے اجتماعات کا نقطہ عروج کہنا چاہئے، ہمارے ادب میں قابل قدر و لائق فخر اضافہ کا سبب بنا ہے جس پر آپ کی شاخ بجا طور پر اظہار مسرت و انبساط کر سکتی ہے۔

ادبی اجتماعات کے سلسلے میں جناب مبشر چندر صاحب گوئل، حکیم خلیل احمد صاحب، جناب ظل حق صاحب صدیقی، سید تقی ہادی صاحب ام ۔ ال ۔ اے، سید افسر علی صاحب، مالکان سجاد منزل اور چند دوسرے حضرات کا شکریہ اگر اس حیثیت سے ضروری ہے کہ ان حضرات نے ادبی اجتماعات میں میزبانی کی ذمہ داری کے بارے انجمن کو سبکدوش رکھا تو جناب سید تقی حسن صاحب، حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی، حضرت مولانا سید محمد عبادت صاحب کلیم۔ مولوی صدر الدین احمد صاحب صدیقی۔ لسان البیان مولوی سلطان احمد صاحب مسلم۔ مولوی سید حسین جون اصغر صاحب عثری مولوی ثاقب حسین صاحب ثاقب، جناب تاباں نقوی، سید ظہیر حسن صاحب، سید منظر عباس صاحب، جناب رئیس نیازی بچھرایونی کا شکریہ اس لئے واجب ہے کہ ان حضرات نے اپنے نوادرِ افکار سے انجمن کے اجتماعات کو مالا مال فرمایا۔ اور ڈاکٹر خواجہ احمد صاحب فاروقی (دہلی یونیورسٹی) و ڈاکٹر مسعود حسین خان صاحب (مسلم یونیورسٹی) کے شکریہ کے لئے تو ہم اپنے پاس الفاظ نہیں پاتے جنہوں نے اپنے مصروف ترین اوقات میں سے وقت نکال کر شاخ کے اجتماع کو ایک یادگار اجتماع بنایا۔

ادبی اجتماعات کے ضمن میں شاخ کے علمی مباحثہ کے مقررین کا شکریہ بھی ضروری ہے جن میں جناب کاظم علی خاں اسپیشل مجسٹریٹ سید مسعود حسن صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی۔ سید افسر حسن صاحب وکیل، جناب تاباں نقوی۔ لالہ رام سرن داس صاحب، حکیم آفتاب احمد خاں صاحب جامعی، سوہن لال صاحب کرشنا تری، سید طالب حسین صاحب بی۔ اے۔ سید تقی حسن صاحب اور نواب ذی شان علی صاحب صدیقی کے اسمائے گرامی سر فہرست ہیں۔

(۱) جولائی ۱۹۵۴ء میں انجمن نے گورنمنٹ گرلز اسکول میں اردو کی تعلیم کے مسئلے پر اپنی توجہ مبذول کی، انجمن نے اس سلسلے میں محکمہ تعلیمات کے ارباب بست و کشاد سے طویل خط و کتابت کی اور محکمہ کی جانب سے سرد مہری پر جناب سید تقی ہادی صاحب ایم۔ ال۔ اے سے رجوع کیا۔ موصوف نے اس مسئلے سے دلچسپی لی۔ لیڈی پرنسپل نے آپ کی مداخلت پر ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کو اردو کی منظوری کے لئے لکھا لیکن چونکہ ریکگنیشن کمیٹی کا جلسہ تعلیمی سال کے آخر میں ہوا کرتا ہے اس لئے اس مقصد میں کامیابی کے لئے مزید انتظار ناگزیر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اس سلسلے میں ہماری مساعی بار آور ہوں گی۔

(۲) ہندو انٹر کالج امروہہ کے چھٹے ساتویں اور آٹھویں درجات میں اردو کی تعلیم کے اجرا کے سلسلے میں انجمن نے ہر ممکن کوشش کی کالج کے ذمہ دار حضرات سے مراسلت کے علاوہ انجمن نے ان حضرات سے ملاقات کرنے کے لئے وفود کی تشکیل کی اور انجمن کے وفود نے جو جناب حکیم کلب علی صاحب شاہد، مولوی صدر الدین احمد صاحب صدیقی، حکیم سعادت اللہ صاحب اور اس خاکسار پر مشتمل تھے کالج کے ارباب حل و عقد سے کئی ملاقاتیں کیں۔ اور آخری ملاقات کے نتیجے میں کالج کے سکریٹری صاحب کے مشورہ پر اردو چاہنے والے طلبا کے سرپرستوں کی تحریری درخواستیں بنام پرنسپل صاحب بھجوائیں۔ الغرض انجمن اس

حق کے حاصل کرنے کے لئے جو کچھ کر سکتی تھی وہ اس نے کیا۔ اب پرنسپل صاحب کے جواب کا انتظار ہے اور اگرچہ وقت کافی گزر چکا ہے پھر بھی ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں۔

(۳) جون ۱۹۵۴ء میں جناب ظفر الدین احمد صاحب افسر اسپیشل ڈیوٹی برائے مادری زبان، مراد آباد تشریف لائے تو انجمن کے وفد نے مراد آباد جا کر موصوف سے ملاقات کی اور آپ کی توجہ اردو سے متعلق ان چند امور کی طرف منعطف کرائی جو انجمن کو درپیش تھے اور جن میں سے بعض پر موصوف سے انجمن کی مراسلت بھی ہو رہی تھی۔ موصوف نے انجمن کی ہر ممکن امداد کا وعدہ فرمایا۔ اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ موصوف ہمارے ضلع (مراد آباد) کے انسپکٹر آف اسکولز مقرر کئے گئے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی سے ہمیں اپنے درپیش مسائل کے حل کی بڑی توقعات ہے۔

(۴) مادری زبان کے فارموں کی خانہ پری کے سلسلے میں انجمن نے تحریری و تقریری تبلیغ کے تمام ذرائع استعمال کئے۔ مجلس عاملہ نے اس مقصد کی تحصیل کے لئے ایک معتدبہ رقم منظور کی۔ انجمن کی جانب سے بعنوان "امتحان کا وقت" اشتہار چھپوایا گیا۔ اور انجمن کے ورکرز نے مائیکروفون کے ذریعے تمام شہر میں پروپگنڈہ کر کے عوام کو ان کے جائز حق کی تحصیل کی طرف متوجہ کیا، الحمد للہ کہ یہ مہم کامیاب رہی اور اس ضمن میں کوئی بدعنوانی عمل میں نہیں آئی۔ اس موقع پر اس امر کا اظہار بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انجمن نے اس مقصد کی تحصیل میں ہر قدم پر اس بات کا خیال رکھا کہ تحریک فرقہ وارانہ رنگ اختیار نہ کرے۔

(۵) جامعہ اردو کے امتحانات سے انجمن نے دلچسپی لی۔ نومبر میں ہونے والے امتحانات میں طلبا کو کافی تعداد میں شریک کرایا اور بفضلہ و کرمہ انجمن کی کوششوں کے نتیجے میں شریک امتحانات ہونے والے جملہ طلبا کامیاب ہوئے اور ڈویژنیں حاصل کیں۔

ان تمام خدمات کے باوجود ہمیں احساس ہے کہ پروگرام کی دو دفعات قیام لائبریری اور ادبی مقابلہ باقی رہ گئیں اور ہم انھیں پورا نہ کر سکے، جہاں تک قیام لائبریری کا تعلق ہے انجمن کی برابر یہ خواہش رہی ہے کہ لائبریری کا قیام عمل میں آ جائے۔ لیکن ایک مکان کا حصول اور ایک ذمہ دار آنریری لائبریرین کی جستجو ہمیشہ ہمارے سد راہ رہی۔

طلبا کا ادبی مقابلہ اولاً یوم مصحفی کے بہت تاخیر سے انعقاد کے باعث اور پھر طلبا کے ششماہی امتحانات کے سبب ملتوی ہوتا رہا۔

انجمن کی مالیات

جنوری ۱۹۵۴ء میں چارج کے وقت انجمن کی تحویل میں ایک سو ستر (۱۷۰) روپے تھے۔ زیر رپورٹ سال میں دو ہزار ۲۲۶۶ روپے کی مزید آمدنی ہوئی۔ اس طرح کل آمدنی چار سو ... (۲۴۳۶) روپے ہوتی ہے۔ سال بھر کے جملہ اخراجات کی میزان دو سو ستاسی روپے آٹھ آنے چھ پائی (۲۲۸۶/۸/۶) روپے ہے۔ بچت ایک سو پچاس روپے سات آنہ چھ پائی (۱۴۹/۷/۶) اس رقم میں سے نو روپے سات آنے چھ پائی (۹/۷/۶) میری تحویل میں ہیں اور باقی ایک سو چالیس روپے (۱۴۰) ڈاک خانے میں۔ حسابات آڈٹ کرائے جا چکے ہیں اور آڈیٹر صاحب کی رپورٹ آپ کے سامنے آنے والی ہے۔ یوم مصحفی کے حسابات مجھ سے متعلق نہیں رہے مجلس عاملہ نے اپنے ایک خاص رزولیوشن کے ذریعے یہ ذمہ داری جناب مولوی صدر الدین احمد صاحب صدیقی پر ڈالی تھی۔ مولوی صاحب موصوف یوم مصحفی کے حسابات مکمل کر رہے ہیں اندازہ ہے کہ تقریباً چالیس روپے کی بچت اس ضمن میں ہوگی۔ اور اس طرح ہم آنے والی انجمن کو مبلغ ایک سو اسی (۱۸۰) روپے دے سکیں گے۔

اتنی اہم ذمہ داریوں کا بہ احسن وجوہ انجام دینا کوئی آسان کام نہ تھا اور نہیں کہا جا سکتا کہ ہم کہاں تک اپنے فرائض سے سبکدوش ہو سکے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہمارے کام میں کچھ خامیاں بھی رہ گئی ہوں اور ہم سے کچھ کوتاہیاں بھی ہوئی ہیں۔ ہم ان پر معذرت خواہ ہیں اور "انسان کی خطا و نسیان سے ترکیب" اس ایوان میں ہمارے لئے سفارشی۔

خاکسار

(عزیز احمد الہاشمی العباسی)

کرنول

اخبارات سے معلوم ہوا تھا کہ مدراس میں ۲۷ فروری کو آل انڈیا اردو کانفرنس ہونے والی ہے جس کی صدارت قاضی محمد عبدالغفار صاحب جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند) فرمائیں گے۔ چنانچہ ۳۰ جنوری کو قاضی صاحب موصوف کا گرامی نامہ بھی حیدر آباد سے موصول ہوا کہ وہ ۳ یا ۴ فروری کو مدراس تشریف لے جائیں گے۔ حیدر آباد سے مدراس جاتے ہوئے گاڑی کرنول سے گزرتی ہے۔ اس لئے انجمن ترقی اردو شاخ کرنول کے اراکین قاضی صاحب موصوف سے شرف ملاقات اور مفید ہدایات حاصل کرنے کے لئے دو روز مسلسل اسٹیشن پہنچے۔ مگر بدقسمتی سے محروم واپس ہوئے۔ بعد میں پتہ چلا کہ قاضی صاحب ناسازی مزاج کی وجہ سے کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے اور ان کا خطبہ صدارت خیر بہوروی صاحب مددگار جنرل سکریٹری انجمن ترقی اردو (ہند) نے پڑھ کر سنایا۔

ہماری درخواست اور عالی جناب افضل العلماء ڈاکٹر عبدالحق صاحب مدفیوضہم کی سفارش پر حضرت خیر مدراس سے واپسی میں شمالی ہند کے چند مشہور اور بلند پایہ شعرائے کرام کے ہمراہ ۸ فروری کو کرنول تشریف لائے۔ اس کی اطلاع چونکہ ایک روز قبل عالی جناب ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے ٹرنک کال سے دے دی تھی۔ اس لئے مقامی انجمن کے سکریٹری عبدالرحمن خاں ناصر (بی۔ اے) اور عبدالسلام صاحب مسعود رکن انجمن استقبال کے لئے گنتکل اسٹیشن پر موجود تھے۔ جو کرنول سے ساٹھ میل آگے مدراس لائن پر مشہور ریلوے جنکشن ہے۔ حضرت خیر مع

رفقا جمعے کے روز ایک بجے کرنول اسٹیشن پر ٹرین سے اترے۔ مولانا سید محمود الحسن صدیقی صاحب پرنسپل عربی کالج کرنول، مولانا محمد حسین صاحب وائس پرنسپل عثمانیہ کالج، سید تقی پاشا صاحب ایم۔ اے لکچرر عثمانیہ کالج اور کالج کے دوسرے اساتذہ اور طلبا نے اسٹیشن پر مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ ان مہمانان گرامی کو شب کی ٹرین سے حیدرآباد جانا ضروری تھا۔ اس لئے بعد نماز مغرب ایک مختصر ادبی اجتماع کا انتظام کیا گیا۔ شہر میں چونکہ ان حضرات کی آمد کی خبر بجلی کی رو کی طرح دوڑ گئی تھی اگرچہ وقت کی کمی کی وجہ سے "اطلاع عام" کا بندوبست نہ ہو سکا تھا۔ پھر بھی جلسہ گاہ شائقین سے کھچا کھچ بھر گئی۔

جلسہ کی صدارت عالی جناب مولوی محمد صاحب پرنسپل عثمانیہ کالج نے فرمائی۔ اور نعمت اللہ صاحب متعلم عربی کالج نے تلاوت قرآن سے جلسہ کا آغاز کیا۔

صدر مجلس نے اپنی صدارتی تقریر میں مہمانوں کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا: "یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ہندوستان کے مایہ ناز شعراء یہاں تشریف لائے ہیں۔ اور ہمیں ان کی میزبانی کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اردو زبان کی چمن بندی اور اسے خس و خاشاک سے پاک کر کے ستھرا بنانے میں زیادہ تر اسی طبقے کا ہاتھ رہا ہے۔ انھیں کی بدولت اردو کے حسن اور دلفریبی میں چار چاند لگے۔ یہاں زبان پر ان کا بہت بڑا احسان ہے جسے اردو داں طبقہ کبھی بھلا نہیں سکتا۔

ناظرم حمید صدیقی صاحب لکھنوی سے درخواست کی گئی کہ پہلے وہ اپنا نعتیہ کلام سنائیں۔ اس کے بعد عبدالرحمن خاں ناصر نے اپنی ایک غزل پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ پھر زیدی صاحب صدر انجمن ترقی اردو شاخ کرنول سے فرمائش کی گئی کہ وہ تبرکاً کچھ سنائیں انھوں نے بھی ایک غزل پڑھی۔ اس کے بعد لائق صابری، دل لکھنوی عارف عباسی اور انور صابری صاحب نے اپنا کلام سنایا۔ سامعین ہر ایک کے کلام سے بیحد محظوظ ہوئے پھر حضرت جگر بھوردی صاحب نے ایک مختصر تقریر فرمائی اور حاضرین کو توجہ دلائی کہ وہ اردو زبان کی خدمت اور ترقی کے لئے مستعدی سے کام لیں اور اس کو مقبول بنانے کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کریں۔ انھوں نے فرمایا کہ کوئی قوم اس وقت تک زندہ نہیں رہ سکتی جب تک کہ اس کا ادب زندہ نہ رہے۔ جس زبان کی شاعری اور خیالات سے آپ لطف اندوز ہوئے ہیں اس کی بقا کے اسباب فراہم کرنا بھی آپ کا فریضہ ہے۔ اردو زبان کی زندگی اور ترقی کا سوال درحقیقت آپ کی زندگی اور ترقی کا مسئلہ ہے۔ آخر میں آپ نے امید ظاہر کی کہ جس زبان کی مقبولیت کا یہ عالم ہو کہ اس کا سکہ نہ صرف ملک میں بلکہ بیرونی ملکوں میں بھی چل رہا ہو وہ کسی حالت میں مٹ نہیں سکتی۔ آزاد ہندوستان کا انصاف پسند

مورخ جب ہندوستانی زبانوں کی تاریخ لکھے گا تو اسے بے تامل ظاہر کرنا پڑے گا کہ اردو نے جو تہذیب اور مشترکہ کلچر ملک کو بخشا ہے اس کی مثال آج تک کوئی زبان پیش نہ کر سکی۔

آخر میں مولانا زیدی صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل کرنول کی خوش قسمتی ہے کہ آسمان ادب کے ستاروں نے اس خطہ پر ضو فشانی کی اور اس کی زمین کو آسمان بنایا۔ ان مبارک لمحوں کی پرکیف یاد ہمیشہ ہمارے دلوں میں باقی رہے گی۔

سفینۂ اردو کے یہ تمام کھیون ہار دلوں میں اپنی عظمت و محبت کے گہرے نقوش چھوڑ کر رات کے ۱۱ بجے کی ٹرین سے حیدرآباد روانہ ہوئے۔ اسٹیشن پر الوداع کہنے کے لئے طلبا، اساتذہ عثمانیہ کالج اور معززین شہر موجود تھے جن میں نواب طلعت اللہ خاں صاحب اور اڈیٹر "اقتدار" کرنول خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(نامہ نگار)

بستی

صوبائی اردو کانفرنس کی کارروائی ۱۳ فروری سے شروع ہوئی۔ ضلع بستی کے ۱۲۵ اور دوسرے اضلاع کے ۵۰ ڈیلیگیٹ شریک ہوئے۔ صدر مجلس استقبالیہ قاضی محمد عدیل عباسی ایم۔ ایل۔ اے۔ صدر انجمن ترقی اردو بستی تھے۔ کانفرنس کی صدارت بابو رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی نے کی۔ اور فرمایا:-

اردو نے دو سو سال تک سرد و گرم زمانہ دیکھنے کے بعد لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ کھڑی بولی میں یہ ایک آسان ہندی بھاشا ہے اور عوام کی بول چال کی زبان ہے۔ اردو کے ارتقا اور سنسکرت فارسی اور پراکرت سے اس کے اثر قبول کرنے پر عالمانہ روشنی ڈالتے ہوئے انھوں نے ملک محمد جائسی، کبیر، میر اور خسرو کی شاعری کے حوالے دیئے۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ تلسی داس تک نے اپنی شاہکار رزمیہ رامائن بلکہ "کلا" اور غریب جیسے بہت سے فارسی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اسی طرح سورداس نے کئی عربی اور فارسی کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جیسے ساز باز اور آواز۔ اردو نے کئی دوسری زبانوں کے الفاظ بھی اپنائے ہیں۔ اور دوسری زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی طاقت میں ہی اس کے عوامی زبان ہونے کا راز مضمر ہے۔ عوام کی اس زبان کو سنسکرت کے دو ہزار سے زائد الفاظ اور فارسی کے چھ ہزار الفاظ نے آراستہ کیا ہے۔ سنسکرت زبان کی ماں ضرور ہے لیکن ہندی والوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ڈنڈے کے زور سے کسی زبان کو نہیں مٹایا جا سکتا۔

اردو کے لئے یہ عجیب و غریب خراج ہے کہ حکومت، فرقہ پرستوں اور ہندی کے شیدائیوں کے تین طرفہ حملے کے باوجود جواہر لال نہرو کے بیان کے مطابق اردو کے رسالوں کی تعداد اور بڑھ گئی جو اردو کی اپج اور قوت نمو کا بین ثبوت ہے۔

یہ چیخ پکار پاگل پن ہے کہ اسکولوں میں اردو پڑھانے کی ممانعت کر دی جائے۔ آپ تاج محل اور لال قلعے کو جلا وطن نہیں کر سکتے اگر حکومت نے اردو کے خلاف جہاد بول دیا تو مشترکہ قومیت کی بنیادیں ہل جائیں گی۔

فراق صاحب نے حاضرین اور ڈیلی گیٹوں سے کہا کہ ہر آفت کے لئے تیار رہئے اور پوری طاقت سے حکومت کی پالیسی بدلنے پر مجبور کیجئے۔

کانفرنس کے اہم جزو مشاعرے کی صدارت آل احمد سرور پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی نے فرمائی۔ اور حسب ذیل لائق ذکر شعراء نے اپنا کلام سنایا۔

روشن صدیقی۔ عرشی ملسیانی۔ مخمور دہلوی۔ شمیم کرہانی فراق گورکھپوری۔ نشور واحدی بلیاوی۔ وامق جونپوری۔ پروفیسر حامد اللہ افسر لکھنوی اور مزاحیہ شاعر شوقی بہرائچی۔

کانفرنس کے ساتھ بچوں کا انعامی تقریری مقابلہ بھی ہوا جس کا عنوان تھا " اردو زبان میں اظہار خیال کے لئے غزل نظم سے بہتر ذریعہ ہے " اس مقابلے میں مختلف مقامات کے اسکولوں اور کالجوں کے طلبا نے حصہ لیا۔ کپ خیر انڈسٹریل کالج بستی نے حاصل کیا۔ اور پہلا انعام اقبال اختر صدیقی متعلم فیض عام کالج کانپور کو ملا۔

(نامہ نگار)

حیدرآباد ۱۷ر فروری۔ آج شام حضرت جگر مرادآبادی نے زیر تعمیر " اردو ہال " کے لئے پچاس روپیہ عطیہ کا اعلان کیا۔ انجمن ترقی اردو (ہند) کی مقامی شاخ کی جانب سے حضرت جگر مرادآبادی کا خیر مقدم کیا گیا۔ نواب ہوش یار جنگ، ڈاکٹر غلام یزدانی، راجے جانکی پرشاد، ڈاکٹر یوسف حسین خاں اور دیگر اردو دوست حضرات نے شرکت کی۔

حضرت جگر مرادآبادی نے زیر تعمیر " اردو ہال " کا معائنہ بھی کیا۔

مسٹر حبیب الرحمٰن معتمد اعزازی انجمن ترقی اردو حیدرآباد نے حضرت جگر کا خیر مقدم کیا۔

" اردو ہال " کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر حبیب الرحمٰن نے کہا کہ حکومت حیدرآباد نے اردو زبان کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہیں پیدا کی ہے۔ حال ہی میں ادارہ ادبیات اردو کی سلور جوبلی کے انعقاد سے اردو کی ترقی کے خواہش مندوں کے حوصلے بلند ہو گئے اور اس زبان کی نشوونما اور ترقی کی جانب قدم اٹھانے کے مواقع حاصل ہو گئے ہیں اس طرح یہ ثابت ہو گیا ہے کہ حکومت ریاست میں تمام زبانوں کو پھلنے پھولنے کے مواقع دے گی۔ اردو ہال کی تعمیر حیدرآباد میں ان ہی حالات کی یادگار رہے گا۔ اردو ہال کی تعمیر کے لئے مولوی سجاد مرزا صاحب صاحب مشیر تعلیم حکومت لیبیا نے ۱۵ ہزار روپے کا گراں قدر عطیہ دیا ہے۔ اور خود مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے اپنی زمین کا ایک قطعہ اس تعمیر کے لئے بطور عطیہ دیا ہے۔ دو منزلہ عمارت کی تعمیر پر ۴۰ ہزار روپیہ کے اخراجات کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

ڈاکٹر غلام یزدانی نے حضرت جگر کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان کی شاعری میں عشق حقیقی کی جھلک کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کے کلام میں حسن پر عشق کی افضلیت واضح ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب نے حضرت جگر کی شاعری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ جگر کی شاعری میں تخیل فکر ہے جس کو وہ شاعرانہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور ان کی انفرادیت غالب کی طرح ہے۔ ان کے کلام میں حکیمانہ استعارے اور طنز بھی ملتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ جگر کے کلام پر تحقیقاتی مقالہ پیش کرنے والے کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دی جانی چاہیئے۔

حضرت جگر نے " اردو ہال " کی تعمیر پر مسرت کا اظہار کیا۔ اپنی ایک غزل سنائی اور خیر مقدم کا شکریہ ادا کیا۔

حیدرآباد ۱۷ر فروری۔ حکومت ہند کے شعبۂ تعلیم کی ایما پر ہندی پرچار سبھا (حیدرآباد) نے تاریخ اردو ادب کی ترتیب کا کام آغاز کر دیا ہے۔ اس غرض کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو ڈاکٹر یوسف حسین خان مسٹر حبیب الرحمٰن، مسٹر فضل الرحمٰن ڈاکٹر حفیظ قتیل، مسٹر رام شرما اور مسٹر سری نواس لاہوٹی پر مشتمل ہے۔

یاد ہوگا کہ حکومت ہند نے اس ہندی ادارے کو تعلیم و زبان کی اشاعت کے لئے ۴۰ ہزار روپیہ کی امداد دی تھی، معلوم ہوا ہے کہ یہ رقم ہندی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں کے علم و ادب کے ترویج و اشاعت کے کاموں پر صرف کی جائے گی۔

کلکتہ جمعیۃ علمائے ہند کے محترم صدر حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے جمعیۃ کے سالانہ اجلاس کو مخاطب فرماتے ہوئے اردو کے مسئلے کے متعلق فرمایا کہ :۔

" یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اردو زبان کسی خاص فرقہ یا طبقہ کی زبان نہیں ہے بلکہ یہ لاکھوں اور کروڑوں ہندو، مسلمانوں، سکھوں اور دیگر اقوام کی زبان ہے جیسا کہ انجمن ترقی اردو کی دستخطی مہم نے یہ ثابت کر دیا ہے

جمعیۃ علماء ہند انجمن ترقی اردو کی اس جدوجہد کی مسلسل حمایت کرتی رہی ہے اور آج بھی پر زور حمایت کر رہی ہے اور اس اصول کے پیش نظر کہ اردو زبان تنہا مسلمانوں کی زبان نہیں ہے بلکہ ہندو مسلم اتحاد کی بہترین یادگار ہے۔ صدر جمہوریہ سے توقع رکھتی ہے کہ موصوف اس زبان کے عملی طور پر جلد از جلد رکھنے سرکاری زبان ہونے کی حیثیت

کا فیصلہ دیکر انصاف کا حق ادا فرمائیں گے۔"

جمعیۃ کے اجلاس نے حسب ذیل قرارداد منظور کی :-

"جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے کہ اردو ہندو مسلمانوں کی یک جہتی باہمی یگانگت اور میل ملاپ کی ایک بہترین یادگار ہے اور کسی مخصوص فرقہ کی زبان نہیں ہے۔ صدر جمہوریہ ہند کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہے کہ وہ جلد از جلد انجمن ترقی اردو ہند کے اس مطالبے کی منظوری صادر فرمائیں کہ دستور ہند کی دفعہ ۳۴۷ کے مطابق اردو کو اتر پردیش میں "ریجنل لنگویج" (قانونی سرکاری زبان) کی حیثیت دی جائے۔

دہلی معاصر الجمعیۃ نے اپنے ایک اداریہ میں اردو زبان اور علاقائی تحریک کے متعلق حسب ذیل الفاظ میں حکومت ہند اور صدر جمہوریہ کو توجہ دلائی ہے۔

اردو کے حامیوں نے، جن میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی یہ کوشش کی تھی کہ اتر پردیش میں اس زبان کو علاقائی حیثیت دی جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ سرکاری اسکولوں میں اردو کی تعلیم کا باقاعدہ انتظام ہو، اس کے لئے ایک موزوں نصاب بنایا جائے اور اسکولوں کے ٹیچر اردو کو بھی اسی دلچسپی اور ذوق و شوق سے پڑھائیں جس دلچسپی سے وہ ہندی اور انگریزی پڑھاتے ہیں۔ یعنی اسکولوں کے معلم اردو کے بارے میں حکومت سے پورا تعاون کریں اور اس کی ہدایات کو عملی جامہ پہنائیں۔ اسی کے ساتھ یہ مطلب بھی ہے کہ اتر پردیش کے تمام سرکاری محکمے اردو درخواستوں کو قبول کریں، عام اعلانات بھی اردو میں ہوں، سرکاری گزٹ اور کیمونک بھی ہندی کے ساتھ اردو میں شائع کئے جائیں۔ غرض علاقائی زبان کا جو مفہوم ہے اسے پورا کا پورا عمل سے ظاہر کیا جائے۔

اردو کے حامیوں نے اپنے اس حق کو قائم کرنے کے لئے اردو کی حمایت میں بیس لاکھ سے اوپر بالغوں کے دستخط حاصل کئے اور یہ کام ہندو مسلمانوں کی مشترک کوشش سے بہت خوبی کے ساتھ انجام پا گیا۔ اس کے بعد ایک وفد ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی قیادت میں مرتب کیا گیا اور وہ گزشتہ سال ان تمام دستخطوں کو لے کر صدر جمہوریہ ہند کی خدمت میں اس معروضہ کے ساتھ حاضر ہوا کہ وہ اپنی تسلی کر کے اردو زبان کو اتر پردیش کی علاقائی زبان قرار دے دیں کیوں کہ دستور میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ اگر کسی علاقے کے لوگ کسی خاص زبان کو جسے دستور میں علاقائی تسلیم کیا گیا ہے علاقائی بنانے کا مطالبہ کریں تو صدر جمہوریہ کو حق ہوگا کہ وہ اس مطالبے کو منظور فرمائیں اور اس بارے میں اپنے اختیارات خصوصی سے کام لیں۔ چنانچہ اردو کے حامیوں کا وفد جو ہندو مسلمانوں پر مشتمل تھا صدر جمہوریہ کی خدمت میں بیس لاکھ سے اوپر دستخط لے کر حاضر ہوا۔ اور انھوں نے وفد کی معروضات کو غور سے سنا بلکہ ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار بھی فرمایا۔ لیکن آج ان معروضات کو پیش کئے ہوئے ایک سال کا عرصہ گزر گیا ہے اور لوگ انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں کہ صدر جمہوریہ اپنا کیا فیصلہ دیتے ہیں اور بیس لاکھ دستخطوں کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

جہاں تک نتیجہ کا تعلق ہے صدر جمہوریہ نے اب تک اردو کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا وہ ایک سال سے خاموش ہیں۔ نہ تو وہ وفد کے مطالبات کو منظور فرماتے ہیں اور نہ اسے رد کرتے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ایک سال کے عرصے میں وفد مذکور کی طرف سے کتنی دفعہ صدر جمہوریہ کو یاد دہانی کی گئی اور کتنی بار انھیں اپنا فیصلہ صادر کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ صدر جمہوریہ کے پاس سے آخری جواب حاصل کرنے کے لئے بار بار وفد جاتے اور ان مشکلات کو دور کرتے جو فیصلہ کی راہ میں حائل ہو رہی ہیں۔ یہ زمانہ ایک دفعہ کہہ کر بیٹھ رہنے کا نہیں ہے۔ یہ جمہوری دور ہے جس میں اپنا حق منوانے کے لئے مسلسل اور انتھک کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ سکہ دار ایسا کو صدر جمہوریہ سے کوئی جواب حاصل کرنا ہے تو اس کے لئے بار بار انتظر پتی بھون میں حاضری دیں اور بتاویلا خیال کر کے یہ تو معلوم کریں کہ آخر صدر جمہوریہ نے بیس لاکھ دستخطوں سے کیا نتیجہ نکالا ہے اور وہ اپنا فیصلہ دینے میں تاخیر سے کیوں کام لے رہے ہیں۔"

مدراس گزشتہ ۲ فروری کو مدراس کی آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا جو اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر ذاکر حسین منعقد ہوا اس میں اردو کے متعلق حسب ذیل قراردادیں منظور کی گئیں :-

(۱) ایسے عربی مدارس میں جہاں ذریعہ تعلیم اردو ہے مذہبی تعلیم کا نصاب اردو ہی کی کتابوں پر مبنی ہونا چاہئے تاکہ تفسیر قرآن حدیث، اور فقہ وغیرہ کی کتابوں کو اردو میں پڑھایا جائے اور عربی ثانوی زبان کی حیثیت سے رکھی جائے۔

(۲) مسلم ایجوکیشنل کانفرنس مسلمانوں پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنی مادری زبان کے ساتھ ساتھ ہندی ضرور پڑھیں۔

(۳) ریاستی حکومت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ ریاست کے تمام مدارس اور کالجوں میں عربی فارسی اور اردو کو اختیاری مضمون قرار دے۔

کانفرنس اس تجویز کو تشویش کی نظر سے دیکھتی ہے کہ حکومت تمام ابتدائی مدارس کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لے اور درخواست کرتی ہے کہ پرائیویٹ پرائمری مدارس کو بدستور قائم رکھا جائے۔

جوابی امور کے لئے دو آنے کا ٹکٹ یا
جوابی کارڈ آنا ضروری ہے

کل ہند اردو انعامی تحریری مقابلہ

حلقۂ ادب بمبئی کی جانب سے حسب ذیل عنوانات پر ایک اردو انعامی تحریری مقابلہ ہونا طے پایا ہے۔ جناب سے اس تحریری مقابلہ میں شرکت کی پر خلوص درخواست ہے۔

عنوانات

(۱) اردو ادب کے بڑھتے ہوئے رجحانات
(۲) ہندوستان میں اردو کا مستقبل
(۳) اردو ادب کی ترقی میں غیر مسلموں کا حصہ
(۴) ایک بہترین افسانہ
(۵) ایک بہترین ڈرامہ

شرائط مقابلہ

(۱) اس مقابلے میں شمولیت ہمارے عائد کردہ قوانین و ضوابط کے مطابق ہوگی۔

(۲) ہر مضمون نگار بیک وقت تمام عنوانات پر طبع آزمائی کر سکتا ہے۔ لیکن ہر عنوان پر ایک ہی مقالہ، ڈرامہ، افسانہ شریک مقابلہ کیا جائیگا۔

(۳) مقابلہ میں شریک ہونے والے مقالے، افسانے، ڈرامے حلقے کے مذکورہ پتہ پر ۱۳ مارچ ۱۹۵۵ء تک پہنچ جانا چاہئیں۔

(۴) جج حضرات کا فیصلہ قطعی اور حتمی ہوگا۔

(۵) مقابلہ میں شامل شدہ مقالے، افسانے، ڈرامے کے جملہ حقوق محفوظ ہوں گے۔

(۶) ہر عنوانات پر دو انعامات دیئے جائیں گے اور سب سے زائد انعامات حاصل کرنے والے کو "اردو کپ" دیا جائے گا۔

ہر ڈرامہ نویس، افسانہ نویس کو اختیار ہے کہ وہ اپنے افسانے، ڈرامے کا عنوان خود تجویز کرے۔

عبدالقوی دسنوی
کنوینر
تحریری مقابلہ کمیٹی۔ ۵۰ مسجد اسٹریٹ بمبئی ۳

سُریلے بول (مرتبہ ڈاکٹر مسعود حسین)

عظمت اللہ خاں کی شاعری اس نئی پود کے نام تھی جسکے ہونٹوں پر ابھی تک ماں کا دودھ خشک نہیں ہوا ہے۔ ہندی شاعری سے جنھوں نے گیت کی ریت لیکر ایک نئی ڈگر قائم کی۔ انجمن انکے گیتوں کا یہ انتخاب پہلی بار ہندی رسم الخط میں پیش کرتی ہے۔ قیمت ۱۰/ آنے

مقبول احمد صمدنی کی وفات

مولوی سید مقبول احمد صاحب صمدنی علمی اور ادبی دنیا میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے اور اپنا زیادہ وقت تصنیف و تالیف میں گذارتے تھے۔

آپ کی مشہور تصانیف "حیات جلیل، تاریخ الہ آباد، مقل اور راج پوت زن و شوہر کی معاشرت، استامبول کا داستان گو، یا فیلسوف شائع ہو چکی ہیں۔ اور کئی کتابوں جیسے قصۂ الجودی دلفراز آزاد بلگرامی، حضرت شہر بانو اور تاریخ قنوج کے مسودات ان کے فرزند اولاد احمد صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔

یہ وہی صمدنی صاحب ہیں جن کے نام مشہور ادیب اور انشا پرداز مہدی افادی کے کئی خطوط مکاتیب مہدی میں نظر آتے ہیں اور انھیں مرحوم کو سید العلماء مولانا سید سلیمان ندوی مرحوم نے اپنی مشہور کتاب نقوش سلیمانی میں "نستعلیق انشا پرداز" لکھا ہے۔

رہے گا سدا نام اللہ کا

خدا مولوی سید مقبول احمد صاحب کو اپنی رحمت و رضوان کی آغوش نصیب کرے۔ ۲۰ فروری کو انتقال کے وقت مرحوم کی عمر ۸۰ سال کی تھی۔

تعارف

اقتدار ریاست اندھرا کے صدر مقام کرنول کا پہلا ہفتہ وار اردو اخبار ہے۔ جس کے نگراں نواب طلعت اللہ خاں صاحب اور چیف ایڈیٹر محمد عبدالحلیم صاحب عابد ہیں جو بڑی سوجھ بوجھ کے آدمی ہیں اور محنت کے ساتھ اخبار کو مرتب کرتے ہیں۔ پیش نظر پرچہ دوسرا نمبر ہے جو ۴ فروری کو شائع ہوا ہے۔ اس میں بازار بھاؤ کے کالم سے لے کر سینما تک کی گنجائش نکالی گئی ہے جو آج کل کے اخبار کا ایک ضروری جزو سمجھا جاتا ہے اخبار کی اشاعت کا مقصد ایڈیٹر صاحب کے الفاظ میں:-

"باہمی پریم و پیار کی خوشگوار فضا پیدا کر کے ملک کی تعمیر و ترقی کے وسیع میدان کو ہموار کرنا نیز تلنگی کے بعد زبان دوم کی حیثیت سے اردو کو فروغ دینے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔"

کارکنان کے سامنے اخبار کو روزانہ بنانے کی اسکیم بھی ہے اور یہ مشکل نہیں ہے اگر ہمت اور جرات کے ساتھ کام کیا جائے۔

اخبار کا چندہ دس روپے، ایک پرچے کی قیمت چار آنے اور ملنے کا پتہ یہ ہے۔ منیجنگ ایڈیٹر ہفتہ وار "اقتدار" نزد شفاخانہ کالج۔ کرنول (اندھرا)

پرنٹر پبلشر قاضی عبدالغفار نے نیشنل پرنٹرس کمپنی میں چھپوا کر مرکزی انجمن سے شائع کیا۔